زبان زد اشعار

مرتبہ
ڈاکٹر حسن الدین احمد

زبان زد اشعار

مرتبہ

حسن الدین احمد

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی

Zaban Zad Ashaar

Edited by
Dr. Hasanuddin Ahmed

Aziz Bagh, Noor Khan Bazar
Hyderabad-500024 (A.P)
Phone : 040-65791408

Year of 1st Edition 1982
Year of 2nd Edition 2012
ISBN 978-81-8223-968-5
price: Rs.150/-

نام کتاب : زبان زد اشعار
مصنف : ڈاکٹر حسن الدین احمد
قیمت : ۱۵۰ روپے
سن اشاعت اول : ۱۹۸۲ء
سن اشاعت دوم : ۲۰۱۲ء
مطبع : عفیف آفسیٹ پرنٹرس، دہلی۔۶

publised by

Educational Publishing House

3108, Vakil Street, Kocha Pandit,Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph: 23214465, 23216126,Fax: 0091-11-23211540
E-mail:info@ephbooks.com,ephdelhi@yahoo.com
website: www.ephbooks.com

انتساب

پیاری زبان اردو کے نام

جن حروف پر اشعار ختم ہوئے ہیں

ابتدائی باتیں

اردو کے ایسے اشعار جو زبان زد خاص و عام ہیں پیش خدمت ہیں۔ان اشعار کا انتخاب مرتب نے اپنے اختیار تمیزی سے کیا ہے کیونکہ یہ تعین کرنا کہ کوئی شعر زبان زد خاص و عام ہے یا نہیں محسوس کرنے کی چیز ہے۔

شعر جب وارد ہوتا ہے تو خاص و عام کی ملکیت بن جاتا ہے۔ ہماری زبان کے ذخیرۂ شاعری میں سے جو لاکھوں اشعار پر مشتمل ہے بہت ہی کم اشعار کو قبولیت عامہ حاصل ہو سکی۔

اچھے اور مقبول اشعار میں فرق کرنا ضروری ہے۔اچھے اشعار کا تعین کرنا مشکل کام ہے۔طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے شعر کے بارے میں لوگوں کی پسند و ناپسند میں اختلاف ایک لازمی امر ہے۔کسی کو کوئی شعر پسند آتا ہے تو کسی کو کوئی اور۔ یہ انفرادی ذوق کی بات ہے۔اچھا شعر کہلوانے کے لئے کسی شعر کو کئی پہلوؤں سے اپنی خوبیوں کو منوانا پڑتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اچھے شعر کا معیار مقرر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔لیکن کچھ اشعار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو سب کی پسندیدگی حاصل ہو جاتی ہے۔اچھا شعر وہ بھی ہے جسے اہلِ ذوق سنتے ہی اپنے ذہن کے کسی گوشے میں محفوظ کر لیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر اچھے شعر کو قبولیت عامہ حاصل ہو لیکن جو اشعار زبان زد خاص و عام ہوتے ہیں وہ ضرور معیاری اور اچھے ہوں گے۔ جو شعر حسین ہوگا وہ بازار اظہار و بیان میں رائج الوقت

سکے کی طرح رواں ہوجائے گا۔ایک خوبصورت اور زندہ شعر کی پہچان یہی ہے کہ اس کے الفاظ کی سادگی،معنی کی گہرائی اور اظہار کی بے ساختگی کی وجہ سے خلوت وجلوت تحریرو تقریر میں زیادہ سے زیادہ لوگ اس کا سہارا لیتے ہیں۔

غزل میں زندگی کے مسائل کا احاطہ کیا جاتا ہے،ہر شعر زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ یا موقف (Situation) کی ترجمانی کرتا ہے،جس شعر میں زندگی کے ایسے مسئلہ کو پیش کیا گیا ہو جو عوامی دلچسپی کا ہو اور جس شعر کی زبان عام فہم اور سادہ ہو اس کو عوام کی پسندیدگی حاصل ہوتی ہے،لیکن یہ قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ چند خاص خوبیوں کی موجودگی سے کسی شعر کو قبولیت عامہ حاصل ہوجائے گی۔

قبول خاطر ولطف سخن خداداد ست

اکثر وبیشتر شاعر کی بات ایک مصرعہ سے پوری ہوجاتی ہے۔دوسرا مصرعہ محض اضافی ہوتا ہے۔ایسی صورت میں صرف ایک ہی مصرع زبان زد خاص وعام ہوتا ہے اور پورا شعر یاد بھی نہیں رہتا۔بسا اوقات یہ مصرعے شعراء سے زیادہ مشہور ہوجاتے ہیں عموماً ایسی تمام صورتوں میں محض دلچسپی اور معلومات کے لئے دوسرے مصرعوں کو پیش کیا گیا ہے اور شاعر کی نشاندہی کی گئی ہے۔

زبان زد خاص وعام اشعار کو اہل زبان ضرب المثل کی حیثیت سے خاص مواقع پر استعمال کرتے ہیں۔بظاہر وہ معمولی باتیں دکھائی دیتی ہیں مگر غور سے دیکھا جائے تو ان میں دانشمندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اور وہ باتیں حکمت پر مبنی ہوتی ہیں۔جس طرح اردو نثر میں ضرب الامثال ایسے فقرے نہیں جو کسی کے بنائے بن جائیں اور رائج ہوجائیں

اسی طرح زبان زد اشعار بھی کسی کے بنائے نہیں بن جاتے بلکہ قبولیت عامہ پا کر ضرب المثل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہر معیاری اردو شاعر کے کلام میں کچھ ایسے شعر مل جاتے ہیں۔

اردو شاعری اور خصوصاً غزل کے ''بے شمار اشعار ایسے ہیں جنہیں زندگی نامہ کہا جاسکتا ہے''۔ [۱] کوئی شعر یا مصرع بعض مواقع پر ایسا چسپاں ہوتا ہے کہ گویا وہ اسی موقع کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہو۔ ایسے کسی شعر یا مصرع کو کسی ماحول میں برمحل یا برجستہ استعمال کرنا برجستگی ہے اور یہ ایک خوبی اور اردو شاعری سے واقفیت کا اظہار ہے۔ مثلاً جب ٹاملناڈو کے ایک زیر تحویل ملزم پر پولس کی جانب سے ایذا رسانی کی شکایت سامنے آئی تو جسٹس مارکنڈے کاٹجو نے پولس کی سرزنش کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں اردو کے عظیم شاعر فیض احمد فیض کا یہ شعر لکھا ع

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی   کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

اسی طرح حکومت کی بدعنوانیوں کو عنوان بنا کر قائد حزب مخالف شریمتی سشما سوراج نے پارلیمان میں وزیر اعظم کو یوں مخاطب کیا ع

نہ ادھر ادھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
ہمیں رہزنوں سے گلہ نہیں تری رہبری کا سوال ہے

یہ جسٹس مارکنڈے کاٹجو اور سشما سوراج کی برجستگی ہے۔ جن اشعار کو استعمال کیا گیا ان کو برمحل اشعار یا برجستہ اشعار نہیں کہا جاسکتا۔ جن اشعار کو استعمال کیا جائے عین ممکن

[۱] برمحل اشعار اور ان کے ماخذ صفحہ ۲۵۸

ہے کہ شاعر نے کسی اور موقع کو پیش نظر رکھ کر کہا ہو۔

شاعر جن واردات کا اپنی شاعری میں احاطہ کرتے ہیں زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر خواہ شخصی ہو' سماجی ہو یا سیاسی ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ کوئی شعر از خود برمحل' برموقع یا برجستہ نہیں ہوتا بلکہ ان کا برموقع استعمال برجستگی ہے اگر کسی مناسب موقع پر موزوں اور برمحل شعر پڑھا جائے تو کہا جائے گا کہ کیا برجستہ کہا ہے۔ اس سے ہٹ کر شعر کو اس کی ذاتی خصوصیات کی بنیاد پر برمحل یا برجستہ نہیں کہا جا سکتا۔ آئندہ کسی محل اور کسی موقع پر استعمال ہونے کی صلاحیت رکھنے والے یا ایسے اشعار جن کو کسی خاص صورت حال پر اطلاق کرتے ہوئے برجستگی کا اظہار کیا جائے ان کو برمحل اشعار یا برجستہ اشعار کیسے کہا جائیگا؟ جب تک حیات انسانی کے گونا گوں مسائل ہیں ایسا اطلاق تو ہوتا رہے گا۔ جس وقت وہ اشعار وارد ہوئے تھے نہ تو کسی محل اور موقع کا وجود تھا اور نہ ہی برجستگی کا شائبہ۔

بعض اشعار کا محل استعمال محدود نہیں ہوتا اور نہ ہی عنوان متعین ہوتا ہے۔ اسے برجستہ استعمال کرنے میں معنی آفرینی ہے۔ جس کسی مخصوص موقف Situation میں اسے برجستہ استعمال کیا جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا شعر اسی موقع کے لئے وجود میں آیا۔

''زبان زد اشعار'' کا پہلا ایڈیشن تقریباً تیس سال قبل (۱۹۸۲ء میں) شائع کیا گیا تھا۔ اس میں (۶۴۰) زبان زد اشعار شامل تھے۔ اس مرتبہ مزید اشعار کا احاطہ کیا گیا ہے اور ۷۰۰ زبان زد اشعار پیش ہیں جہاں شاعروں کے نام موجود نہ تھے درج کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب خلیق الزماں نصرت کی تحقیقی کتاب ''برمحل اشعار اور ان کے ماخذ'' سے اس کتاب کے عنوان سے اختلاف کے باوجود استفادہ کیا گیا۔

میرے اور ادب کے مشترکہ دوست جناب اسلم محمود کے انتخاب کئے ہوئے اشعار میں سے چند کو اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ انہوں نے بعض شعراء کی نشاندہی بھی کی۔ جناب مقبول رضوی نے بھی بعض شعراء کی نشاندہی کی۔ ہر دو کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔

فارسی کے ۶۸ اشعار جو اہل اردو کے لئے زبان زد اشعار کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔

اشعار کو حروف تہجی کی معکوس ترتیب میں پیش کیا گیا ہے مثلاً حرف الف پر ختم ہونے والے اشعار کو پہلے درج کیا گیا ہے۔ الف پر ختم ہونے والے تمام اشعار میں ''تا'' پر ختم ہونے والے اشعار کو پہلے اور ''یا'' پر ختم ہونے والے اشعار کو بعد میں درج کیا گیا وعلیٰ ھذہٖ۔

توقع ہے کہ اس پیش کش کو اہل ذوق حضرات پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

عزیز باغ　　　　حسن الدین احمد

جنوری ۲۰۱۲ء

☆☆

(الف)

قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوقؔ وگرنہ
سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

شیخ محمد ابراہیم ذوق

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
چُپ رہوں تو رہا نہیں جاتا

میر تقی میرؔ

دردِ دل کچھ کہا نہیں جاتا
آہ چُپ بھی رہا نہیں جاتا

قائمؔ چاندپوری

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

شیخ ابراہیم ذوقؔ دہلوی

اے ذوقؔ تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

زبان سے جوشِ قومی دل میں پیدا ہو نہیں سکتا
اُبلنے سے کنواں وسعت میں دریا ہو نہیں سکتا

پنڈت برج نارائن چکبستؔ

وہ کون سا عقدہ ہے کہ وا ہو نہیں سکتا
کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

ناظم انصاری

کمالِ بزدلی ہے پست ہونا اپنی نظروں میں
اگر تھوڑی سی ہمت ہو تو پھر کیا ہو نہیں سکتا

پنڈت برج نارائن چکبست

مقدر جب بُرا ہو کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
مثل سچ ہے کہ کچھ بھی آدمی سے ہو نہیں سکتا

حسرت موہانی

لطف آرام کا نہیں ملتا
آدمی کام کا نہیں ملتا

داغ دہلوی

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

مرزا اسد اللہ خان غالب

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

مرزا اسد اللہ خان غالب

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

عشق جب تک نہ کر چکے رسوا
آدمی کام کا نہیں ہوتا

علی سکندر جگر مراد آبادی

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

محمد بہاء الدین بہبود علی صفیؔ اورنگ آبادی

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

محمد مومن خان مومنؔ

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

محمد مومن خاں مومنؔ

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا

آغا شاعر دہلوی

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطان سب گدا

علامہ اقبالؔ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ اقبالؔ

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا

علامہ اقبالؔ

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

علامہ اقبالؔ

ہنسی کے ساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بے خبر مارا تو کیا مارا

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

سب ٹھاٹ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

سید ولی محمد نظیر اکبر الہ آبادی

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا اور شیرِ نر مارا تو کیا مارا

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

نہ ہوا پر نہ ہوا میرؔ کا انداز نصیب
ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

ہم سا کوئی گم نام زمانہ میں نہ ہوگا
گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا

شیخ امام بخش ناسخؔ

باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

علامہ اقبالؔ

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

علامہ اقبالؔ

کیا پوچھتے ہو کیوں کر سب نکتہ چیں ہوئے چپ
سب کچھ کہا انہوں نے پر ہم نے دم نہ مارا

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اخترؔ انصاری دہلوی

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

خواجہ حیدر علی آتشؔ

شاخوں سے برگ گل نہیں جھڑتے ہیں باغ میں
زیور اُتر رہا ہے عُروسِ بہار کا

امیرؔ مینائی

شام ہی سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہے گویا چراغ مفلس کا

میر تقی میرؔ

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

علامہ اقبالؔ

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل
کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ادا سے دیکھ لو، جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

خواجہ ارشد علی خاں قلقؔ لکھنوی

خیال تن پرستی چھوڑ کر فکر حق پرستی کر
نشاں رہتا نہیں ہے نام رہ جاتا ہے انساں کا

خواجہ حیدر علی آتشؔ

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

امیر احمد امیرؔ مینائی

شاخ گل جھوم کے گلزار میں سیدھی جو ہوئی
بھر گیا آنکھ میں نقشہ تری انگڑائی کا

شب وصال ہے گُل کردو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

محمد مومن خاں مومنؔ

بتوں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

آبرو

گیا حُسن خوباں دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

ہر نفس عمر گزشتہ کی ہے میت فانؔی
زندگی نام ہے مر مر کے جئے جانے کا

شوکت علی خان فانؔی بدایونی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

مولانا ظفر علی خاں

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کا ہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

شوکت علی خاں فانؔی بدایونی

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

علامہ اقبالؔ

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا
نظیر اکبر آبادی

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہہ شیشہ گری کا
میر تقی میر

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا
علامہ اقبال

تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
علامہ اقبال

وہ شوخ آج جس گھر میں مہماں ہوگا
قیامت کا اس گھر میں ساماں ہوگا

محمد بہاء الدین بہبود علی صفی اورنگ آبادی

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

نواب مصطفیٰ علی خان شیفتہ

بتاؤں آپ کو مرنے کے بعد یہ کیا ہوگا
پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا

سید اکبر حسین اکبرالہ آبادی

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مولانا ظفر علی خان

دورِ ناشاد کو اب شاد کیا جائے گا
روحِ انساں کو آزاد کیا جائے گا

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

اس زمینِ موت پرورده کو ڈھایا جائے گا
اک نئی دنیا نیا آدم بنایا جائے گا

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

تم کو ہزار شرم سہی مجھ کو لاکھ ضبط
اُلفت وہ راز ہے جو چُھپایا نہ جائے گا

خواجہ الطاف حسین حاؔلی

یوں ہی کام دنیا کا چلتا رہے گا
دیے سے دیا یوں ہی جلتا رہے گا

خواجہ الطاف حسین حاؔلی

جو اس شور سے میؔر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

میر تقی میؔر

تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے
ہمیں کچھ کہے گا ہوتا رہے گا

میر تقی میؔر

نہ عیش نہ دُکھ درد نہ آرام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ولی محمد نظیر اکبرآبادی

چشمِ گریاں، سینہ بریاں، آہ سرد و رنگ زرد
عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوئے گا

باقر حسین خان رنگین لکھنوی

شرابِ ناب کو دو آتشہ بنا کے پلا
پلانے والے نظر سے نظر ملا کے پلا

صاحبزادہ محمد علی میکشؔ

بوئے گل غنچے سے کہتی ہے نسیمؔ
بات نکلی منہ سے افسانہ چلا

دیا شنکر نسیمؔ

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

شوق ہر رنگ رقیب سروساماں نکلا
قیس، تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

خواجہ حیدر علی آتشؔ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

مصیبت میں غیروں کی کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

خواجہ الطاف حسین حالؔی

تم مروت کو بھی اخلاق سمجھتے ہو فرازؔ
دوست ، ہوتا نہیں، ہر ہاتھ بڑھانے والا

احمد فرازؔ

ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے
بے سبب ہوا غالبؔ دشمن آسماں اپنا

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

نہیں محتاج زیور کا ہے جسے خوبی خدا نے دی
کہ کیسے خوش نما لگتا ہے دیکھو چاند کو گہنا

انشاء اللہ خان انشاؔ

گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیرؔ
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

امیرؔ مینائی

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

زندگی جزو کی ہے کل میں فن ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

علامہ اقبالؔ

جاتے ہو خدا حافظ ہاں اتنی گزارش ہے
جب یاد ہم آجائیں ملنے کی دعا کرنا

نواب فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

حیف اس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ
جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

دردِ دل پاسِ وفا جذبۂ ایماں ہونا
آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا

پنڈت برج نارائن چکبستؔ

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے ان ہی اجزا کا پریشاں ہونا

پنڈت برج نارائن چکبستؔ

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

علامہ اقبالؔ

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

سید علی نقی زیدی صفی لکھنوی

مرے جذب دل کا اثر دیکھ لینا
تم آؤ گے تھامے جگر دیکھ لینا

نواب فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

ایک عالم پر ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

میر تقی میرؔ

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

یہ لاش بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

وائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

خواجہ میر دردؔ

موقوف جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

امیرؔ مینائی

آخر کو اپنی خاک راہ گزر ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

دل شوقؔ حسینوں سے لگانا نہیں اچھا
ہو جاؤ گے بدنام زمانہ نہیں اچھا

ابوالخیر ظہیر حسن شوقؔ نیموی

ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفرؔ

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفرؔ

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا
ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا

سید اکبر حسین اکبرؔ الہ آبادی

ہاں وہیں میرے دل زار نے یہ بھی دیکھا
ہاں مری چشم گنہگار نے یہ بھی دیکھا

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیسؔ
عروج مہر بھی دیکھا تو دو پہر دیکھا

میر ببر علی انیسؔ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

دی شب وصل موذن نے اذان پچھلی رات
ہائے کم بخت کو کس وقت خدا یاد آیا

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

سچ تو یہ ہے حضرت انساں ہے عجیب خود مطلب
جب دیے رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

خواجہ ارشد علی خاں خلقؔ

دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

میر وزیر علی صباؔ

ہم خدا کے کبھی قائل ہی نہ تھے
ان کو دیکھا تو خدا یاد آیا

میر تقی میر

بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا
کہ جس ظالم نے تڑپایا، اسی پر مجھ کو پیار آیا

اختر عباس نخشب جارچوی

یہ عذر امتحاں میں جذب دل کیسا نکل آیا
میں الزام اس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مومن خان مومن

جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا
نہ جیا! آہ تری چشم کا مارا نہ جیا

حُسنِ بے پروا کو خود بیں و خود آرا کردیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کردیا

حسرت موہانی

کچھ کہہ کے اس نے پھر مجھے دیوانہ کردیا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کردیا

وحیدالدین محمد وحید الہ آبادی

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر دیدۂ بیداد نے سونے نہ دیا

شیخ امام بخش ناسخ

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کریں ہم کو عبث بدنام کیا

میر تقی میرؔ

حضرتِ ناصح گر آویں' دیدۂ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھادو کہ سمجھاویں کیا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
کلی نے یہ سن کر تبسم کیا

میر تقی میرؔ

پوچھتے ہیں وہ کہ غالبؔ کون ہے؟
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا!

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

خواجہ حیدر علی آتش

طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

خواجہ حیدر علی آتش

شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

نواب محمد یار خاں امیر ٹانڈوی

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

علامہ اقبال

غضب کیا ترے وعدہ پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

داغ دہلوی

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

میر تقی میر

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

میر تقی میر

اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدایا لایا

میر تقی میر

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

خواجہ الطاف حسین حالی

عہدِ جوانی رو رو کاٹی پیری میں لیں آنکھیں موند
یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

میر تقی میر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کاروان بنتا گیا

اسرار الحسن محمد حسن خان مجروح سلطان پوری

دل کو سکون روح کو آرام آگیا
موت آگئی کہ دوست کا پیغام آگیا

علی سکندر جگر مراد آبادی

گزری بہار عمر خلیق اب کہیں گے سب
باغِ جہاں سے بلبل ہندوستاں گیا

میر خلیق

دل لے کے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
الٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

داغ دہلوی

ہوش و حواس تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

داغ دہلوی

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

داغ دہلوی

جب کوئی ذکر گردشِ ایام آ گیا
بے اختیار لب پہ ترا نام آ گیا

علی سکندر جگر مراد آبادی

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

علی سکندر جگر مراد آبادی

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

قائم چاندپوری

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ کر بھی جا چکے
میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا

خواجہ حیدر علی آتش

فانیؔ ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور و کفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

شوکت علی خاں فانی بدایونی

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

جسٹس شاہ دین ہمایوں

(ب)

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب

علامہ اقبالؔ

کام ہے میرا تغیر نام ہے میرا شباب
میرا نعرہ انقلاب و انقلاب و انقلاب

شبیر حسین خان جوشؔ ملیح آبادی

نہ پڑھنے سے بہتر ہے پڑھنا جناب
کہ ہو جاؤ گے ایک دن کامیاب

اسماعیل میرٹھی

میں جانتا ہوں جماعت کا کیا حشر ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب

علامہ اقبال

(ت)

یہ صدا آتی ہے خموشی سے
منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

خواجہ حیدر علی آتش

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

علامہ اقبال

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

علامہ اقبال

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

علامہ اقبال

اپنے جوتوں سے رہیں سارے نمازی ہوشیار
اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

(ج)

عالم میں رواج اب یہ ہوا ہے ہُنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہیں ہنر آج

امیرؔ مینائی

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے میں روا رکھتا ہوں آج

علامہ اقبالؔ

(د)

عزم آزادی سلامت زندگی پائندہ باد
سُرخ پرچم اور اونچا ہو بغاوت زندہ باد

ابو سعید محمد مخدومؔ محی الدین

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

محمد علی جوہرؔ

سُرخ رو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

سید غلام محمد مست کلکتوی

اُداس دیکھ کے مجھ کو چمن دکھاتا ہے
بڑے دنوں میں ہوا ہے مزاج داں صیاد

نواب سید محمد خان رندؔ

(ر)

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامئے دستار

میر تقی میرؔ

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

علامہ اقبالؔ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

علامہ اقبالؔ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

خواجہ الطاف حسین حالی

وہی قاتل وہی مخبر ہے وہی منصف ہے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

داغ دہلوی

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعلِ بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

مرزا اسد اللہ خان غالب

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

علامہ اقبال

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر

علامہ اقبال

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہربان ہوگا عرشِ بریں پر

خواجہ الطاف حسین حالی

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

علامہ اقبال

نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

خواجہ الطاف حسین حالی

ہوئے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے اسپتال جا کر

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

امیر مینائی

کونسی جا ہے جہاں جلوۂ معشوق نہیں
شوق دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

امیر مینائی

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

علامہ اقبال

خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالۂ و گل سے کلام پیدا کر

علامہ اقبال

پڑے پھرتی ہے ننگے سر نظام الملک کی دولت
اک انگلو انڈین کے ہاتھ سے چادر اُتروا کر

مولانا ظفر علی خاں

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

علامہ اقبال

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر

علامہ اقبال

ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

شیخ محمد ابراہیم ذوق

اسی باعث کو تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہو کر

خواجہ محمد وزیر لکھنوی

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

داغ دہلوی

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں دم لے کر

میر تقی میر

یہ کس غریب کے سینے سے ہُوک اٹھتی ہے
لرز رہے ہیں محل تھر تھرا رہا ہے قمر

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

مرزا اسداللہ خان غالب

آپ کی یاد آتی رہی رات بھر
چشمِ نم مسکراتی رہی رات بھر

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

آپ کی یاد آتی رہی رات بھر
چاندنی دل دُکھاتی رہی رات بھر

فیض احمد فیضؔ

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب اُنہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

(ز)

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

علامہ اقبالؔ

(ف)

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

علامہ اقبالؔ

(ق)

اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق!

عبدالحی ساحرؔ لدھیانوی

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گُم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

علامہ اقبالؔ

(ک)

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

شوکت علی خان فانیؔ بدایونی

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

غم ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگِ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

مرزا اسد اللہ خاں غالب

(گ)

گُل جو چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفرؔ ہے کیا بہار
سب کا ہے رنگ جُدا جُدا سب کی ہے بو الگ الگ

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفرؔ

اور بھی دکھ ہیں زمانہ میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
مجھ سے پہلی سی محبت مرے محبوب نہ مانگ

فیض احمد فیضؔ

یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ
سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ

نورالاسلام منتظر لکھنوی

(ل)

کر سیر جذب الفت گل چیں نے کل چمن میں
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صدائے بلبل

میر تقی میرؔ

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے دل پکار میں چلاؤں ہائے دل

نواب سید محمد خان رند

(م)

کہا مجاہد ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام

علامہ اقبال

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

علامہ اقبال

ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دنیا میں
انہیں کے ذوقِ عمل سے ہیں امتوں کے نظام

علامہ اقبال

وہ سادہ مردِ مجاہد و مومنِ آزاد!
خبر نہ تھی اُسے کیا چیز ہے نمازِ غلام

علامہ اقبال

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اور ہے کیا کام

علامہ اقبال

مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دُور
رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

مرزا اسداللہ خان غالب

بنانا نہ تُربت کو میرے صنم تم ‏ ‏ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
ہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم ‏ ‏ کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

خواجہ الطاف حسین حالی

سنی حکایت ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

سید علی محمد شاد عظیم آبادی

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
رہا یہ وہم کہ ہم ہیں سو وہ بھی کیا معلوم

شوکت علی خان فانی بدایونی

ہم نے ہنس ہنس کے تری بزم میں اے پیکرِ ناز
کتنی آہوں کو چھپایا ہے تجھے کیا معلوم

ابو سعید محمد مخدوم محی الدین

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جسکی حسرت و غم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

سید علی محمد شاد عظیم آبادی

کدھر چلے مرے اشکِ رواں نہیں معلوم
بھٹک رہا ہے کہاں کارواں نہیں معلوم

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

ہماری بیخودئ شوق کا یہ عالم ہے
کہ آشیاں میں ہیں اور آشیاں نہیں معلوم

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے کسی سے ہم

مومن خان مومنؔ

ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق
پھر آگئے وہیں پہ جہاں سے چلے تھے ہم

حسرتؔ موہانی

(ن)

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

خونِ دہقان میں امارت کے سفینے تھے رواں
ہر طرف عدل کی جلتی ہوئی میت کا دھواں

ابو سعید محمد مخدومؔ محی الدین

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھیرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

نواب محمد علی خان اشکؔ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

خواجہ میر دردؔ

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سِن
جوانی کی راتیں مُرادوں کے دن

میر حسنؔ

احسان ناخدا کا اٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

بھری بزم میں راز کی بات کہدی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

علامہ اقبالؔ

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

علامہ اقبال

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

سید علی محمد شادؔ عظیم آبادی

نہ کسی کے آنکھ کا نور ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے وہ ایک مشت غبار ہوں

سید افتخار حسین مضطر خیر آبادی

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

سید اکبر حسین اکبرؔ الہ آبادی

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

خیال زہد ابھی کہاں
ابھی تو میں جوان ہوں

ابوالاثر حفیظ جالندھری

دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم کوئی ہمیں اٹھائے کیوں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا کیجئے ہائے ہائے کیوں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

دنیا میں ہوں دنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں، خریدار نہیں ہوں

سید اکبر حسین اکبرؔ الہ آبادی

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

مہرباں ہو کے بلالو مجھے چاہو جس دم
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

ہر سو تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

میر انیس

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

شیخ محمد ابراہیم ذوق

پھر کسی بات میں مزہ نہ رہا
اف تری ایک بار کی باتیں

رازؔ یزدانی

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے دست و بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ اقبالؔ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

علامہ اقبالؔ

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

علامہ اقبالؔ

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

خواجہ میر درد

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

شبیر حسین خان جوش ملیح آبادی

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں

میر حسن

کیفیتِ چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

مرزا محمد رفیع سودا

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

مرزا اسد اللہ خان غالب

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

شیخ محمد ابراہیم ذوق

قاصد کے آتے آتے ایک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

کٹی رات حرف و حکایات میں
سحر ہوگئی بات کی بات میں

میر حسنؔ

وائے دریدہ دامنی پھول چنے تھے گر گئے
خار ہی خار رہ گئے دامنِ تار تار میں

سکندر علی وجدؔ

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

عاشق حسین سیمابؔ اکبرآبادی

کتنا ہے بد نصیب ظفرؔ دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفرؔ

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

علامہ اقبالؔ

وطن کی فکر کرنا واں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

علامہ اقبالؔ

زاہدِ تنگ نظر نے مجھے کافر سمجھا
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلماں ہوں میں

علامہ اقبالؔ

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں

علی سکندر جگر مرادآبادی

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیر کی مداحی میں

میر ببر علی انیسؔ

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے دل آزاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنکاری میں

منولال صفاؔ لکھنوی

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں، عقبیٰ تری گلی میں

امجدؔ حیدرآبادی

کسی کا مجھ کو نہ محتاج رکھ زمانے میں
کمی ہے کونسی یا رب ترے خزانے میں

داغؔ دہلوی

خبر سن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

داغؔ دہلوی

ہماری باتیں ہی باتیں ہیں، سید کام کرنا تھا
نہ بھولو فرق جو ہے کہنے والے کرنے والے میں
کہے جو چاہے کوئی میں تو یہ کہتا ہوں اے اکبر
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

سید اکبر حسین اکبرؔ الہ آبادی

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مرزا محمد رفیع سوداؔ

حریفوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی

گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کئے جا رہا ہوں میں

علی سکندر جگر مراد آبادی

دل میں کسی کے راہ کئے جا رہا ہوں میں
کتنا حسیں گناہ کئے جا رہا ہوں میں

علی سکندر جگر مراد آبادی

سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

میر حسن

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

علامہ اقبال

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

فصاحت جنگ جلیل مانک پوری

موت کتنی ہی شاندار سہی
زندگانی کا مگر جواب نہیں

سکندر علی وجدؔ

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

علامہ اقبالؔ

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

محمد جان خاں حیرتؔ الہ آبادی

فتنہ نہیں، فساد نہیں، شور و شر نہیں
یاں زن نہیں زمین نہیں اور زر نہیں

سید اکبر حسین اکبرؔ الہ آبادی

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

علامہ اقبالؔ

خِرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

علامہ اقبالؔ

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں

علامہ اقبال

کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں
سدا ناؤ کاغذ کی چلتی نہیں

میر حسن

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مرزا اسداللہ خان غالب

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

داغ دہلوی

جو خاص بندہ ہیں وہ بندۂ غلام نہیں
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں

جو خاص ہیں وہ شریک گروہ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

شیخ امام بخش ناسخ

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں
وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں

داغ دہلوی

وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا
اب عطر بھی مَلو تو محبت کی بُو نہیں

لالہ مادھورام جوہر فرخ آبادی

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

علامہ اقبال

مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں

اکبر حسین اکبر الہ آبادی

آرام کے ساتھی تھے کیا کیا، جب وقت پڑا تو کوئی نہیں
سب دوست ہیں اپنے مطلب کے دنیا میں کسی کا کوئی نہیں

سید انور حسین آرزو لکھنوئی

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

علی سکندر جگر مرادآبادی

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

فتح علی شاق

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

داغ دہلوی

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

علامہ اقبال

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

داغ دہلوی

ضبط کرنا دلِ حزیں نہ کہیں
چوٹ لگ جائے گی کہیں نہ کہیں

امیر مینائی

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

کہا ہے مجھ سے جنگل کی ان آوارہ ہواؤں نے
جو تیری دھڑکنوں کا تحفہ میرے پاس لاتی ہیں

ابو سعید محمد مخدومؔ محی الدین

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

علامہ اقبالؔ

گئے دن کے تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

علامہ اقبالؔ

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
تیرے سامنے زماں اور مکاں اور بھی ہیں

علامہ اقبالؔ

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

علامہ اقبالؔ

نہیں آتی تو ان کی یاد مدت تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حسرتؔ موہانی

جب بھی آتا ہے تیرا نام میرے نام کے ساتھ
جانے کیوں لوگ مرے نام سے جل جاتے ہیں

اورنگ زیب خان قتیلؔ شفائی

مانو نہ مانو یہ تو تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

بڑے صاف طینت بڑے پاک باطن
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

سید ریاض احمد ریاضؔ خیر آبادی

موت مانگی تھی خدائی تو نہیں مانگی تھی
لے دعا کر چکے اب ترکِ دعا کرتے ہیں

سید واجد حسین یاسؔ یگانہ چنگیزی

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

واجد علی شاہ اختر

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

میر تقی میر

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو
جو مئے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

مرزا اسد اللہ خان غالب

کسی آئین کی پابند نہیں دین ان کی
چاہتے ہیں تو خطاؤں پہ عطا کرتے ہیں

خواجہ شوق

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

شیخ امام بخش ناسخ

کی وفا ہم سے تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں
ہوتی آئی کہ ہے اچھوں کو برا کہتے ہیں

مرزا اسد اللہ خان غالب

بھانپ ہی لیں گے اشارہ سرِ محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

منشی مادھورام جوہر فرخ آبادی

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

مرزا اسداللہ خان غالب

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

مرزا اسداللہ خان غالب

کچھ تو ہوتے ہیں الفت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

ظہیر دہلوی

فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

داغ دہلوی

نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہیں
کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہیں

دیا شنکر نسیم دہلوی

رفیقوں سے رقیب اچھے جو جل کر نام لیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی

کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشا
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

سید انشاء اللہ خان انشا

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

سید انشاء اللہ خان انشا

تصور عرش پر ہے اور سر ہے پائے ساقی پر
غرض کچھ اور دھن میں اس گھڑی میخوار بیٹھے ہیں

انشاء اللہ خان انشا

یہ اپنا حال ہے افتادگی سے اب کہ پہروں تک
نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں

انشاء اللہ خان انشا

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

انشاءاللہ خان انشا

سب لوگ ادھر تم ہو جدھر دیکھ رہے ہیں
ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں

داغ دہلوی

یاں جو آئے ہیں وہ پاس ہی بیٹھے ہیں ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں

جرأت

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

مرزا اسداللہ خان غالب

اٹھ کر تو آگئے ہیں تری بزم سے مگر
کچھ دل ہی جانتا ہے کس دل سے آئے ہیں

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

مرزا اسداللہ خان غالب

(و)

سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

شوکت علی خان فانی بدایونی

ہمدم دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو
سوز و ساز و درد و داغ و جستجو اور آرزو

علامہ اقبالؔ

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

ہاں دکھا دے اے تصور! پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

علامہ اقبالؔ

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو

اے زر تو خدا نہیں و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجات ہے تو

سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

علامہ اقبالؔ

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

علامہ اقبالؔ

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمرا کے در و دیوار ہلا دو

علامہ اقبالؔ

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

قیس صحرا میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

منشی میاں داد خاں سیاحؔ اورنگ آبادی

کھو دئے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند
چشم یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو

علامہ اقبالؔ

خدا کے واسطے جانی مرے پہلو سے مت سرکو
اگر سرکو تو یوں سرکو قلم کر کے مرے سر کو

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

خواجہ محمد وزیر لکھنوی

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

میر انیس

خیالِ خاطرِ احباب چاہئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

میر انیس

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

علامہ اقبال

خون دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو
یہ غذا دیتے ہیں جاناں مرے دیوانے کو

شہر میں اپنے یہ لیلیٰ نے منادی کردی
کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو

شاہ تراب علی قلندر کاکوروی

گھر سے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا
دُور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو

داغ دہلوی

حیات لے کے چلو کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

شیخ محمد ابراہیم ذوق

شکوہ نہ بیش و کم کا تقدیر کا گلہ کیا
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہو

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

علامہ اقبالؔ

ایسے گئے کہ پھر نہ ادھر آئے تم کبھی
کیا میری عمر رفتہ ہو میرے شباب ہو

سید ضامن علی جلال لکھنوی

کبھی ہم میں تم بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مومن خان مومنؔ

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو

علامہ اقبالؔ

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

آج اک پگڑی ہوئی تھی میکدے میں رہنِ مئے
ذوقؔ وہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتادے جہاں پر خدا نہ ہو

داغ دہلوی

طولِ غمِ حیات سے گھبرا نہ اے جگر
ایسی بھی کوئی رات ہے جس کی سحر نہ ہو

علی سکندر جگر مراد آبادی

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

مرزا اسد اللہ خان غالب

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

مرزا اسد اللہ خان غالب

بارے دنیا سے رہو غمزدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کرکے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

میر تقی میر

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

مومن خان مومن

(ہ)

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

خواجہ الطاف حسین حالؔی

بڑھاؤ نہ آپس میں الفت زیادہ
مبادا کہ ہوجائے نفرت زیادہ

خواجہ الطاف حسین حالؔی

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندہ

علامہ اقبالؔ

سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

نظیر اکبرآبادی

قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

سید اکبر حسین اکبرالہ آبادی

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

علامہ اقبالؔ

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

علامہ اقبالؔ

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا اپنی قبا دیکھ

نواب مصطفیٰ علی خان شیفتہؔ

گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

علامہ اقبالؔ

دیکھ زنداں سے پرے رنگ چمن جوش بہار
رقص کرنا ہے تو پھر پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

علی سکندر جگرؔ مرادآبادی

(ی)

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

کوئی اُمید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی   عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی   اک آواز میں سوتی بستی جگادی

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

غافل تجھے کرتا ہے یہ گھڑیال منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور بڑھا دی

محمد قدرت اللہ شوق

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

علامہ اقبال

خلوصِ دل سے سجدہ ہو تو اس سجدہ کا کیا کہنا
کہ خود کعبہ سرک آیا جہاں ہم نے جبیں رکھ دی

عاشق حسین سیماب اکبرآبادی

قیامت ہیں بانکی ادائیں تمہاری
ادھر آؤ لے لوں بلائیں تمہاری

داغ دہلوی

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

علامہ اقبال

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مرگیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری

مہاراجہ رام نرائن موزوں

حاصل زندگی ہو تم تم سے زندگی مری
تم نے نگاہیں پھیر لیں دنیا بدل گئی مری

پروفیسر عبدالقدیر حسرتؔ

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

علامہ اقبالؔ

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

علامہ اقبالؔ

رہی نگفتہ مرے دل میں داستاں میری
نہ اس دیار میں سمجھا کوئی زباں میری

میر تقی میرؔ

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں مری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

علامہ اقبالؔ

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

علامہ اقبالؔ

اڑالی قمریوں نے، طوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

علامہ اقبال

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھری

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جُدا ہووے سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علامہ اقبال

زبانِ شمع سے سنتا ہوں قصہ سوزِ الفت کا
شب آخر ہوگی لیکن ابھی ہے داستاں باقی

آصف جاہ سابع نواب میر عثمان علی خان عثمانؔ

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

علامہ اقبال

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

علامہ اقبال

وہ بھولے ہوئے ہیں یہ عادت خدا کی
کہ حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مرزا علی بیگ عشرتیؔ

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

میں ہوں وہ ننگ خلق کہ کہتی ہے مجھ کو خاک
اس کو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی

ضیائی بیگم ضیاؔ

گردش ہی دینی تھی تو بنانا تھا جام مے
انساں بنا کے کیوں میری مٹی خراب کی

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

خواجہ الطاف حسین حالی

کس کو سنائیں حال دل زار اے ادا
آوارگی میں ہم نے زمانہ کی سیر کی

مرزا ہادی رسوا کے کردار امراؤ جان ادا کا شعر

خدا جانے یہ کس کی جلوہ گاہِ ناز ہے دنیا
ہزاروں اٹھ گئے پھر بھی وہی رونق ہے مجلس کی

سید مظفر حسین امیر لکھنوی

دیا دست تہی کے ساتھ طینت میں کرم یارب
میں تیری شان کے قربان کیا اچھی تلافی کی

نظم طباطبائی

ہزار برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن
ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی

امیر مینائی

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبح دوامِ زندگی

علامہ اقبال

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

علامہ اقبالؔ

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

علامہ اقبالؔ

خود اپنی زندگی سے پشیماں ہے زندگی
قربان گاہ موت پہ رقصاں ہے زندگی

ابوسعید محمد مخدومؔ محی الدین

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا میں نہ ناپ
جاوداں پیہم رواں ہر دم جواں ہے زندگی

علامہ اقبالؔ

شب کے جاگے ہوئے تاروں کو بھی نیند آنے لگی
آپ کے آنے کی اک آس تھی اب جانے لگی

ابوسعید محمد مخدومؔ محی الدین

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

میر وزیر علی صباؔ

بات ساقی کی نہ ٹالی جائے گی
کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

فصاحت جنگ جلیل مانک پوری

آتے آتے آئے گا ان کا خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائے گی

فصاحت جنگ جلیل مانک پوری

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

علامہ اقبال

ہر شام ہوئی صبح کو اک خواب فراموش
دنیا یہی دنیا ہے تو کیا یاد رہے گی

مرزا واجد حسین یاس یگانہ چنگیزی

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی

علامہ اقبال

یہ مسجد ہے یہ بتخانہ، تعجب اس پہ ہوتا ہے
جناب شیخ کے نقش قدم یوں بھی ہیں اور یوں بھی

نواب سراج الدین احمد خان سائل دہلوی

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لئے
اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

شبیر حسین خاں جوشؔ ملیح آبادی

وہ آئے بزم میں اتنا تو فکر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

میر الطاف الرحمن فکرؔ یزدانی رام پوری

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

لالہ مادھو رام جوہرؔ فرخ آبادی

یہ جبر بھی دیکھا ہے تاریخ کی نظروں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

مظفر رزمی (تلمیذ مشیرؔ جھنجھانوی)

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا چین
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

رب علی بیگ سرورؔ

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

مرزا اسد اللہ خان غالب

ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
وہ تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

داغ دہلوی

اچھی صورت بھی کیا بُری شئے ہے
جس نے ڈالی بُری نظر ڈالی

حافظ عالمگیر کیف ٹونکی

غم ملا لذت حیات ملی
تم ملے ساری کائنات ملی

تسیم شاہجہاں پوری

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکالی دیکھ لی

موجی رام موجی (شاگرد مصحفی)

ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

علامہ اقبال

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

علامہ اقبال

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

علامہ اقبال

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

حسرت موہانی

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو اِدھر بھی

مرزا محمد رفیع سودا

تم آؤ مرگ شادی ہے نہ آؤ مرگ ناکامی
نظر میں اب وہی ملک عدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

نواب سراج الدین خان سائل دہلوی

مجھے باور ہے تم جھوٹے نہیں وعدے کے سچے ہو
قسم کیوں کھاؤ ناجائز قسم یوں بھی ہے اور یوں بھی

نواب سراج الدین خان سائل دہلوی

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفرؔ

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

علامہ اقبالؔ

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جرأتؔ

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

میر تقی میرؔ

یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

جھڑکی سہی، جفا سہی، چینِ جبیں سہی
سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

انشاء اللہ خان انشاؔ

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا
گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

محنت کسی کی جاتی نہیں رائگاں کبھی

کچھ ایسے بھی منظر ہیں تاریخ کی نظروں میں
لمحوں نے خطا کی ہے صدیوں نے سزا پائی

دل گیا رونق حیات گئی
غم گیا ساری کائنات گئی

علی سکندر جگرؔ مرادآبادی

دیکھا جو حسن یار طبیعت مچل گئی
آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

پینے سے کر چکا تھا میں توبہ مگر جلیلؔ
بادل کا رنگ دیکھ کے نیت بدل گئی

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

ہم تم ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال
اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

علامہ اقبالؔ

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی میں جی کی رہ گئی

نظیر اکبر آبادی

شب کو مے خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

سید ضامن علی جلالؔ لکھنوی

پھرتے ہیں میرؔ خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

میر تقی میرؔ

چاہت کا جب مزہ ہے کہ دونوں ہوں بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

ظہیر لکھنوی

شائد اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

نواب مصطفی علی خاں شیفتہ

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خان آصف

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

شیخ محمد ابراہیم ذوق

(ے)

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہرباں آتے آتے

داغ دہلوی

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

داغ دہلوی

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

مرزا ذاکر حسین ثاقب لکھنوی

دور جا کر دیکھتے نزدیک آ کر دیکھتے
ہم سے ہوسکتا تو ہم ان کو برابر دیکھتے

علی سکندر جگر مرادآبادی

ان کا جو فرض ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

علی سکندر جگر مرادآبادی

جو نقاب رخ اٹھادی تو یہ قید بھی لگادی
اٹھے ہر نگاہ لیکن کوئی بام تک نہ پہنچے

غفار احمد شکیل بدایونی

میں نظر سے پی رہا تھا تو یہ دل نے بددعا دی
تیرا ہاتھ زندگی بھر کبھی جام تک نہ پہنچے

غفار احمد شکیل بدایونی

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

علامہ اقبال

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

شیخ محمد ابراہیم ذوق

اے شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لئے
تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گزار دے

عیش دہلوی

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے

علامہ اقبال

خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے

علامہ اقبال

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے
جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے

خواجہ الطاف حسین حالی

میرؔ عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

میر تقی میر

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

سید محمد نوح شبیر مچھلی شہری

کہتے ہیں آج ذوقؔ جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حسرتؔ موہانی

جذبۂ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے سرکار مرے

داغؔ دہلوی

غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

جسے تو سینگ سمجھے ہے یہ ہیں خار
لگے ہیں پاؤں میں نکلے ہیں سر سے

شاہ نصیرؔ

لپٹ جاتے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے
الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

محمود رام پوری

اے ذوقؔ کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

یہ مجنوں ہے نہیں آہو ہے لیلیٰ
پہن کر پوستیں نکلا ہے گھر سے

شاہ نصیرؔ

دل کے پھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
شعلہ بھڑک اٹھا مرے اس دل کے داغ سے

داغؔ دہلوی

شعلہ بھڑک اٹھا مرے اس دل کے داغ سے
آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پنڈت مہتاب رائے تاباںؔ

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

سید غلام محمد مستؔ کلکتوی

نہ میں سمجھا نہ آپ آئے کہیں سے
پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے

سید شجاع الدین انور دہلوی

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

شیخ امام بخش ناسخ

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانہ سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

علامہ اقبال

حسن دیکھا جو بتوں کا تو خدا یاد آیا
راہ کعبے کی ملی ہے مجھے بت خانے سے

امیر احمد امیر مینائی

غم و غصہ رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

خواجہ حیدر علی آتش

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

خواجہ حیدر علی آتش

زمین لیکن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

خواجہ حیدر علی آتش

آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ
گر کام آئے خلق کی خدمت کے واسطے

آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خاں آصف

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

علامہ اقبال

پیری میں ولولے وہ کہاں ہیں شباب کے
اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

خوشوقت علی خاں عاشق

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چکے

خواجہ میر درد

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جارہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

فیض احمد فیض

کیا ملا عرضِ مدعا کرکے
بات بھی کھوئی التجا کرکے

نواب سید محمد خان رندؔ

لائے اس بت کو التجا کرکے
کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے

دیا شنکر نسیم دہلوی

ہم میں ہی تھی نہ کوئی بات یاد نہ تم کو آ سکے
تم نے ہمیں بھلا دیا ہم نہ تمہیں بھلا سکے

ابوالاثر حفیظؔ جالندھری

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

خواجہ میر دردؔ

ہوش میں آ چکے تھے ہم جوش میں آ چکے تھے ہم
بزم کا رنگ دیکھ کر سر نہ مگر اٹھا سکے

ابوالاثر حفیظؔ جالندھری

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

علامہ اقبالؔ

اقبالؔ لکھنو سے نہ دلی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے

علامہ اقبالؔ

عشق نے غالبؔ نکما کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

مرزا ذاکر حسین ثاقبؔ لکھنوی

مٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقتِ دفن
زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے

مرزا ذاکر حسین ثاقبؔ لکھنوی

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفر

عمر ساری تو کٹی عشقِ بتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

مومن خان مومنؔ

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہیں رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

مرزا محمد تقی ترقیؔ

دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

حزیںؔ

کیا کیا عدم میں ہم پر ظلم و ستم نہ ہونگے
جذبے یہی رہیں گے اور ہائے ہم نہ ہونگے

قائمؔ چاند پوری

اب تو گھبرا کے یہ کہتے کہ مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

مرزا محمد رفیع سودا

خوش نوائی نے رکھا ہم کو اسیرِ صیاد
ہم سے اچھے رہے صدقے میں اترنے والے

داغ دہلوی

حضرتِ داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہوں گے تری محفل سے اکھڑنے والے

داغ دہلوی

آج بنگلے میں مرے آئی تھی آوازِ اذاں
جی رہے ہیں ابھی اگلے زمانے والے

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی

جیتے رہیں سبھوں کے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

نظیر اکبر آبادی

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے

نظیر اکبر آبادی

مقامِ فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سُوئے دار چلے

فیض احمد فیضؔ

انیسؔ دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

میر ببر علی انیسؔ

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

فیض احمد فیضؔ

اس شان سے وہ آج پئے امتحاں چلے
فتنوں نے پاؤں چوم کے پوچھا کہاں چلے

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

آنکھوں میں آ کے کون الٰہی نکل گیا
کس کی تلاش میں مرے اشکِ رواں چلے

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

شیخ محمد ابراہیم ذوق

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے

خواجہ میر درد

شہزور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

چغتائی

جب میں چلوں تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے
جب تم چلو زمین چلے آسماں چلے

فصاحت جنگ جلیل مانک پوری

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

شیخ محمد ابراہیم ذوق

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

خواجہ الطاف حسین حالؔی

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

چل ساتھ کہ حسرت دل محرومؔ سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

مرزا محمد علی فدوی محرومؔ عظیم آبادی

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دیا شنکر نسیم

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

نظیر اکبرآبادی

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

ساز یہ کینہ ساز کیا جانے
ناز والے نیاز کیا جانے

داغؔ دہلوی

جو گزرتے ہیں داغؔ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانے

داغؔ دہلوی

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا، کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر، خدا کی باتیں خدا ہی جانے

نظیرؔ اکبرآبادی

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالبؔ
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

داغؔ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

داغؔ دہلوی

شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

علامہ اقبال

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اِدھر جاتا ہے دیکھیں یا اُدھر پروانہ آتا ہے

داغ دہلوی

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

امیر مینائی

آنے والی نسلیں تم پر رشک کریں گی ہم عصرو
جب یہ دھیان آئے گا ان کو ہم نے فراق کو دیکھا ہے

رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

مرزا اسد اللہ خان غالب

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مرزا اسد اللہ خان غالب

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ہم نے نقشِ ہوسِ خام نہیں چھوڑا ہے
کام چھوڑا ہے کہیں نام نہیں چھوڑا ہے

سکندر علی وجدؔ

یہ بزمِ مئے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

شادؔ عظیم آبادی

وقت کو اے صفیؔ برا نہ کہو
وقت پیغمبروں پہ آیا ہے

محمد بہاء الدین بہبود علی صفیؔ اورنگ آبادی

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ "تو کیا ہے"
تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

کرو کچھ کہ کرنا ہی کچھ کیمیا ہے
مثل ہے کہ کرنے کی سب بدیا ہے

خواجہ الطاف حسین حالی

کیا کہوں شام غم کا حال مجیع
وقت گزرا نہیں گزارا ہے

معظم جاہ مجیع

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سوگیا ہے

میر تقی میر

در بہ در نامہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

مومن خان مومن

ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

داغ دہلوی

آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

علی سکندر جگر مراد آبادی

یوں اٹھے آہ اس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے

میر تقی میر

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

مرزا محمد رضا خان برق

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد جگر میں ہوتا ہے
میں رات کو اٹھ اٹھ روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

مرزا اسداللہ خان غالب

جب کہ تجھ میں نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالب

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

علامہ اقبال

ہوا ہے شہہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ان روزوں لطف حسن ہے آؤ تو بات ہے
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

منیرؔ شکوہ آبادی

دولہا کے دم کے ساتھ ہی ساری برات ہے

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے
تباہ ان کی حالت بری ان کی گت ہے

خواجہ الطاف حسین حالیؔ

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک
تندرستی ہزار نعمت ہے

مرزا قربان علی بیگ سالکؔ

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

عبدالرحمٰن محسنؔ بھوپالی

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اتارے ہیں کہ واجب بھی نہیں تھے

افتخار عارف

زندگی اپنی جب اس مشکل سے گزری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

اف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جاں
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کر اٹھے

مومن خاں مومنؔ

صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ہی ذریعہ عزت نہیں مجھے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

استادِ شہہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

زار انتظارِ خط نے کیا اس قدر مجھے
پہچانتا نہیں ہے مرا نامہ بر مجھے
شیخ امام بخش ناسخ

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے
مرزا اسد اللہ خان غالب

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے
مرزا اسد اللہ خان غالب

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے
نواب محمد خان رند

پرانی سیاست گری خوار ہے
زمیں میر و سلطاں سے بیزار ہے
علامہ اقبال

دنیا نہ جان اس کو میاں، دریا کی یہ منجدھار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
نظیر اکبر آبادی

یارانِ تیز گام نے منزل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں ہے

خواجہ الطاف حسین حالی

آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں
سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے

مرزا اسد اللہ خان غالب

ابھی مزار پر احباب فاتحہ پڑھ لیں
پھر اس قدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

امیر مینائی

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

علامہ اقبال

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

مرزا اسد اللہ خان غالب

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے

محمد جعفر حیات نقوی امروہوی

یا رب تباہ کاروں کا تو کارساز ہے
بندہ کو ناز ہے کہ تو بندہ نواز ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیمؔ جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

دیا شنکر نسیمؔ

نہ ساتھ دیں گی یہ دم توڑتی ہوئی شمعیں
نئے چراغ جلاؤ کہ روشنی کم ہے

شاہد صدیقی

بجھ رہے ہیں چراغ دیر و حرم
دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے

سحابؔ قزلباش

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

امیر اللہ تسلیم فیض آبادی

بیٹھ جاتا ہوں جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

حافظ محمد علی حفیظؔ جونپوری

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

نظیرؔ اکبر آبادی

اُگ رہا ہے در و دیوار پہ سبزہ غالب
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

داغؔ دہلوی

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

شیخ محمد جان شاد لکھنوی

سودا کی جو بالیں پہ ہوا شورِ قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

مرزا محمد رفیع سودا

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

مرزا اسد اللہ خان غالب

وہ کون ہیں جنہیں توبہ کی مل گئی فرصت
ہمیں گناہ بھی کرنے کو زندگی کم ہے

آنند نرائن ملا

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

امیر مینائی

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

سید شاہ محمد حسن بسمل عظیم آبادی

گر چہ ہے کس کس برائی سے ولے بایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

الٰہی خیر میر کارواں کی
جسے دیکھو امیر کارواں ہے

پنڈت رام پرشاد بسملؔ شاہجہاں پوری

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

خواجہ حیدر علی آتشؔ

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے

علامہ اقبالؔ

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائیٔ دل سوزیٔ پروانہ ہے

علامہ اقبالؔ

تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو
رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

بدھ سنگھ قلندرؔ (معاصر میر تقی میرؔ)

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابند نے نہیں ہے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

شفق بن کے گردوں پہ ہوتا ہے ظاہر
یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

شاہ عالم بادشاہ غازی آفتابؔ

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تُو ہے

شاہ عالم بادشاہ غازی آفتابؔ

منہ زرد آہ سرد لب خشک و چشم تر
سچی جو دلگی ہے تو کیا کیا گواہ ہے

نظیرؔ اکبرآبادی

کیا کہوں کن مہشوں کن دلبروں کا ساتھ ہے
کیا کہوں کن عارضوں کن کاکلوں کا ساتھ ہے
کیسے کیسے آتشیں پیغمبروں کا ساتھ ہے

ابو سعید محمد مخدومؔ محی الدین

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

شاہ عالم بادشاہ غازی آفتابؔ

اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

علی سکندر جگر مرادآبادی

دل کا اُجڑنا سہل سہی بسنا سہل نہیں ظالم
بستی بسنا کھیل نہیں بستے بستے بستی ہے

شوکت علی خان فانی بدایونی

دنیا میری بلا جانے مہنگی ہے یا سستی ہے
موت ملے تو مفت نہ لوں ہستی کی کیا ہستی ہے

شوکت علی خان فانی بدایونی

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتماد کھوتی ہے

ولی

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

علامہ اقبال

آبادی بھی دیکھی ہے ویرانے بھی دیکھے ہیں
جو اُجڑے اور پھر نہ بسے دل وہ نرالی بستی ہے

شوکت علی خان فانی بدایونی

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یونہی تمام ہوتی ہے

احمد حسین امیر اللہ تسلیم

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

تم آئے ہو نہ شب انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے

فیض احمد فیضؔ

میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

میر تقی میرؔ

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

میر تقی میرؔ

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

نواب مرزا شوق لکھنوی

اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

نواب اصغر علی خان اصغر

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے
منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

بہزاد لکھنوی

نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے

آتا ہے تو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے
جاتا ہے اس کا غم نہ کیجئے

دیا شنکر نسیم

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے

علامہ اقبال

چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہئے

مرزا اسداللہ خان غالب

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اس کی دیکھا چاہیئے

مرزا اسد اللہ خان غالب

مئے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بےخودی مجھے دن رات چاہیئے

مرزا اسد اللہ خان غالب

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیۓ

مرزا اسد اللہ خان غالب

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیۓ
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیۓ

مرزا اسد اللہ خان غالب

فصلِ بہار آئی پیو صوفیو شراب
بس ہوچکی نماز مصلّیٰ اٹھائیے

خواجہ حیدر علی آتش

جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی اٹھا گئے

کھل کے گل کچھ تو بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

شیخ محمد ابراہیم ذوق

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوگئے

آکے بیٹھے بھی نہ تھے اور اٹھائے بھی گئے

آزادیوں کا حق نہ ادا ہم سے ہوسکا
انجام یہ ہوا کہ گرفتار ہوگئے

حسرت موہانی

وعدہ پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مرگئے
کہنے کو بات رہ گئی اور دن گزر گئے

نواب سید محمد خان رند

گو ہم سے تم ملے نہ تو کچھ ہم نہ مرگئے
کہنے کو رہ گیا یہ شخص دن گزر گئے

قائم چاندپوری

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تونگر ہو گئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہو گئے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کے لئے

علامہ اقبالؔ

فسانے اپنی محبت کے سچ ہیں پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں ہم زیب داستاں کے لئے

نواب مصطفیٰ خان شیفتہؔ

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لئے

علامہ اقبالؔ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

چیونٹی کو جو پر نکل آئے
تو سمجھ لو کہ اب اجل آئے

جان بچی لاکھوں پائے
لوٹ کے بدھو گھر کو آئے

دشنام ہو کے ترش وہ ابرو ہزار دے
یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ

شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے

علامہ اقبالؔ

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

سید آغا علی خان مہر لکھنوی

دینے والے تجھے دینا ہے تو اتنا دے دے
کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ داماں ہو جائے

بیدمؔ شاہ وارثی

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

علامہ اقبالؔ

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیاں کے
اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

مدت ہوئی یار کو مہماں کئے ہوئے
جوشِ قدح سے بزم چراغاں کئے ہوئے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

میر تقی میرؔ

یا رب تیری رحمت سے مایوس نہیں فانؔی
لیکن تری رحمت کی تاخیر کو کیا کہئے

شوکت علی خاں فانؔی بدایونی

قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر ان کو کس مد میں کوئی کھپائے

خواجہ الطاف حسین حاؔلی

اچھی صورت نہ دیکھ سیرت دیکھ
سنکھیا بھی سفید ہوتی ہے

عجز و گنہ کے دم تک ہیں عشرت کامل کے جلوے
پستی ہے تو بلندی ہے رازِ بلندی پستی ہے

شوکت علی خان فانؔی بدایونی

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انسان کا شکاری ہے

علامہ اقباؔل

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

فیض احمد فیضؔ

تمہاری زلف خود دل مانگ لے گی
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

دیا شنکر نسیم

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے

فصاحت جنگ جلیلؔ مانک پوری

سودا کی جو بالیں پہ گیا شورِ قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

مرزا محمد رفیع سوداؔ

جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

سکندر علی وجدؔ

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

علامہ اقبالؔ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

علامہ اقبال

جو خانۂ ہستی میں ہے انساں کے لئے ہے
آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لئے ہے

شیخ محمد ابراہیم ذوق

وہاں پر دودھ کا ہے دودھ اور پانی کا پانی ہے

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

میر تقی میر

رات بھر دیدۂ نمناک میں لہراتے رہے
سانس کی طرح سے آپ آتے رہے جاتے رہے

ابوسعید محمد مخدوم محی الدین

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

علامہ اقبال

کلام فارسی

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا
ببیں تفاوت را از کجاست تا بہ کجا

حافظ

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

حافظ

ہیچ عزت نرسد مردم ہرجائی را
ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

بقدر رنج یابی سروری را
بشب بیدار بودن مہتری را

بابافریدؒ

سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

کار سازِ مابہ فکر کارِ ما
فکرِ درکارِ ما آزارِ ما

سعدیؔ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

حافظؔ

ایں سلسلۂ طلائے ناب است
ایں خانہ تمام آفتاب است

دل بدست آور کے حج اکبر است
و ز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

جامیؔ

ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است

بتے دیدم از عاج در سومنات
مرصع چو در جاہلیت منات

سعدیؔ (بوستان)

گسستہ لنگرِ کشتی و نا خدا خفت است

غالبؔ

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

اقبالؔ

خدمت از رسم و رہِ پیغمبریست
مزدِ خدمت خواستن سودا گریست

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

سعدیؔ

نوروز تو بہارست و دلبرے خوش است
بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما غیر ازیں گناہے نیست

حافظ

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

گفت پیغمبر بہ آوازِ بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

سعدیؔ

صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد

افتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ منزل دُور شد

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

عارف ہم از اسلام خراب است وہم از کفر
پروانہ چراغِ حرم و دیر نداند

عرفیؔ

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

حافظؔ

واعظان کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند ان کار دیگر می کنند

حافظ

چشم سوئے فلک و روئے سخن سوئے تو بود

للحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
اثر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

حافظ

آواز حق بلند شود دار می شود

مضمون او بہ مصرعۂ برجستۂ تمام
منت پذیر مصرعۂ دیگر نمی شود

اقبال

صد ہزاراں چاہ اندر راہ اند

بے مشورت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
از خویشتن گم است کرا رہبری کند

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

بے کارم و باکارم چوں مد بہ حساب اندر
خاموشم و گویایم چوں خط بہ کتاب اندر

نہ گفتی نہ دارد کسے باتو کار
و لیکن چہ گفتی دلیلش بیار

عاشقان راہ سہ نشانی اے پسر
رنگِ زرد و آہِ سرد و چشمِ تر

بے مشورت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
از خویشتن گم است کرا رہبری کند

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

بے کارم و باکارم چوں مد بہ حساب اندر
خاموشم و گویایم چوں خط بہ کتاب اندر

نہ گفتی نہ دارد کسے باتو کار
و لیکن چہ گفتی دلیلش بیار

عاشقان راہ سہ نشانی اے پسر
رنگِ زرد و آہِ سرد و چشمِ تر

گر بادہ خوری تو با خردمنداں خور
یا با صنم لالہ رخِ خنداں خور
بسیار مخور ورد مکن فاش مساز
اندک خور و گہہ گہہ خور و پنہاں خور

عمر خیام

کم خور و کم گو و خواب اورا حرام
بے قراری انتظاری درد سر

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

امیر خسرو

ہوا مخالف و شب تار و بحر طوفاں خیز

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

سعدؔی

چوں غلام آفتابم ہمہ آفتاب گویم
بہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

مولانا روم

دشنام بہ مذہبے کہ طاعت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

گہہ معتکف کعبہ و گہہ ساکن دیرم
یعنی کہ ترا می طلبی خانہ بخانہ

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

دل ندادند و من دانم و داند دل من

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

رومیؔ

کمانِ کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

فردوسیؔ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بہ سفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

دل نداوند و من دانم و داند دل من

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

رومیؔ

کمانِ کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

فردوسیؔ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بہ سفر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی

ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نہ خوری

سعدیؔ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

خسروؔ

دیدۂ و دلہائے ما ہمراہِ تست
تانہ پنداری کہ تنہا می روی

آشفتہ می دارد مرا زلفِ سمن بوئے کسے
ہر صبحدم روئے کسے ہر شام گیسوئے کسے

کہ شاہاں ندارند خو لئے کسے

پس از من شعرِ من خوانند و در یابند و می گویند
جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آ گاہے

اقبالؔ

نہ شادی داد سامانے نہ غم آورد نقصانے
بہ پیش ہمت ما ہرچہ آید بود مہمانے

ڈاکٹر حسن الدین احمد کی دیگر تصانیف

ہندوستان کا معاشرتی نظام ۱۹۳۶ء

اُردو ترجمہ شریمد بھگوت گیتا ۱۹۳۷ء، چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۳ء

فطری علاج ۱۹۵۳ء دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۹ء

اُردو لفظ شماری ۱۹۷۳ء تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۴ء

انجمن (۲۶ سوانحی مضامین کا مجموعہ) ۱۹۷۳ء ایک سو سوانحی مضامین کا مجموعہ ۲۰۱۱ء

سازِ مغرب (حصہ اول تا یازدہم انگریزی شاعری کے گیارہ سو منظوم اُردو ترجموں کا مجموعہ) ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۱ء

سازِ مشرق حصہ اول (عربی اور فارسی شاعری کے منظوم اُردو ترجموں کا انتخاب) ۱۹۷۹ء

سازِ مشرق حصہ دوم (سنسکرت اور برصغیر کی علاقہ واری شاعری کے منظوم اُردو ترجموں کا انتخاب) ۱۹۸۰ء

محفل (سوانحی مضامین کا مجموعہ) ۱۹۸۲ء

زبان زد اشعار پہلا ایڈیشن ۱۹۸۲ء دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۲ء

بزم (انجمن اور محفل کے سوانحی مضامین کا انتخاب) ۱۹۸۳ء

جامع العطیات ۱۹۸۳ء

انگریزی شاعری کے منظوم اُردو ترجموں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ) ۱۹۸۳ء

قرآن فہمی۔ آسان راستہ ۱۹۸۶ء پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء چوتھا ایڈیشن

A New Approach to the Study of Quran 1987

جامعہ عثمانیہ پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۲ء

احسن البیان فی علوم القرآن ۱۹۸۹ء پہلا ایڈیشن، تیسرا ایڈیشن ۲۰۱۰ء

An Easy Way to Understanding of the Quran 1998

Strategies to Develop Waqf Administration in India
((Islamic Development Bank Research Paper No.50)1998

Introducing the Quran 2002

مجلس (سوانحی مضامین کا مجموعہ) ۲۰۰۳ء

A Brief History of Islam 2004

ورق ورق جستجو ۲۰۰۵ء

طلوعِ فکر ۲۰۰۷ء

A Concise History of Islam- Essays on The Religio-Political History of Islam Feb.2007

Essays on Islam- Insights,Thoughts, Views Nov.2007

لفظ لفظ آرزو ۲۰۱۰ء

حرف حرف روشنی ۲۰۱۱ء

گونجتی رہ گزر ۲۰۱۱ء

Zaban Zad Ashaar

Edited by

Dr. Hasanuddin Ahmed

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
www.ephbooks.com

PDF By :

Ghulam Mustafa Daaim Awan